بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مکتوباتِ قرآنی

## قرآن مجید کا متفق علیہ ترجمہ

ممالک محروسہ سرکار عالی کی مشہور و ممتاز ہستی ہز اکسلنسی عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر نے ایک ملاقات میں کم و بیش اس مفہوم کا اظہار فرمایا کہ جب تک قرآنِ مجید کا متفق علیہ ترجمہ موجود نہ ہو قرآنِ مجید کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ کیونکر عام ہو سکتی ہے پہلے اس کا انتظام ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید کا کوئی متفق علیہ ترجمہ طیار ہو۔ ذیل کے خط میں اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

## والاقدر ہز اکسلنسی نواب سالار جنگ بہادر زاد اللہ حبہٗ فی القرآن

قرآنِ مقدس کے متعلق گفتگو کا ایک لمحہ بھی دنیا کی بہترین صحبت اور بہترین گفتگو سے بہتر کہے جانے کا مستحق ہے سننے میں آتا ہے کہ یورپ کے امراء باوجود دہریت اور تعیش پسند ہونیکے

علمی مشغلہ جاری رکھتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو ہمیشہ فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں کبھی اسلامی امرا کا بھی سب کچھ اسلام اور مسلمانوں کیلئے ہوتا تھا آپ کا علمی مذاق آج اسی کی یاد دلاتا ہے اور آپ کا کتب خانہ امرائے اندلس کے نادر و نایاب نسخوں کی یاد تازہ کرتا ہے لہٰذا مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ اس زمانے کے امرا کیلئے آپ کی شخصیت میں کئی چیزیں لائقِ تقلید ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

اس خط میں مجھے آپ کے اس سوال سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے جو قرآن مجید کے متفق علیہ ترجمہ کے بارے میں تھا۔ بیشک ندامت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی کثیر تعداد کے اندر قرآن مجید کا کوئی متفق علیہ ترجمہ موجود نہیں اس لئے فرقہ بندی کے جھگڑوں سے پاک رہنے والا ایک شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ وہ کون سا ترجمہ پڑھے جس پر مسلمانوں کا ہر فرقہ پسندیدگی کا اظہار کرے اور جب اس کا جواب نفی میں ہو تو دنیائے اسلام کے علمی سرمایے میں کتنی بڑی کمی نظر آتی ہے۔

اسی قسم کی گفتگو بمبئی میں سر غلام حسین صاحب سے بھی ہوئی اُن کا خیال تھا کہ یہ کام خلیفۃ المسلمین کی طرف سے ہو۔ چنانچہ سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کے زمانہ میں ان کو یہ خیال پیدا ہوا مگر کوئی عملی صورت اختیار نہ کر سکا مگر اب وہ والیٔ دکن حال کی ذات کو اس کیلئے موزوں سمجھتے ہیں اور شاید خط و کتابت کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ والیٔ دکن ہر فرقے کے علماء کو دعوت دیکر اس کام کو انجام تک پہنچائیں دیکھئے کیا ہو مگر میں نے اُن کو بھی یہی جواب دیا جو اس خط میں تحریر ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ آخر متفرق ترجمے ہوئے کیوں اور ترجموں میں اختلاف اور تضاد دیکھنا نصیب کیوں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام مسلمانوں نے جس قرن سے

قرآن کو چھوڑا اور خواص قرآن کے اصل مقصد سے بےخبر ہوئے وحدت اور امت کی اجتماعی طاقت فنا ہوگئی۔

اگر عوام کی نگاہ نہ چھپکی ہوتی تو خواص کو اس کا موقع نہ ملتا کہ وہ عوام کو اپنا آلۂ کار بنا میں اور قرآن کے مطالب کو اپنی اپنی خواہشات کا تابع کرکے پیش کریں۔ جو چیز اتفاق و اتحاد کے لئے ہو اس کو نفاق و شقاق کا حربہ قرار دیں جو اعلیٰ و ارفع شے اس لئے تھی کہ اس کے سانچے میں اپنے کو ڈھالیں حیف ہے کہ انھوں نے اس کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنا شروع کیا۔ وہی وقت ہے جب سے قرآن مجید کا متفقہ فائدہ اور متفق علیہ ترجمہ دنیا سے مفقود ہوگیا۔ اور پھر یہ بھی کہ اس وقت تک اس سے محرومی ہے۔ جب تک سب سے پہلے قرآنِ مجید کی تعلیم اسی کے بتلائے ہوئے طریقے پر عام نہ کی جائے۔

منشاء یہ ہے کہ قرآن پاک کا علم معنی و مطلب کے ساتھ عمل کی نیت سے دنیا میں عام ہو اور مسلمانوں کی ذہنیت ایسی ہو کہ وہ قرآن ہی کے بتلائے ہوئے شرائط اور فوائد کے ساتھ قرآن کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ اس کو حق و باطل کا معیار قرار دیں۔ انشاء اللہ جس کا لازمی نتیجہ فرقہ بندیوں کی بیخ کنی ہوگی اور اب جو مسلمانوں کی جماعت ہوگی اس کا ترجمہ کیا ہوا قرآن متفق علیہ ہوگا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ قرآنِ مجید کو آج ہر فرقے نے اپنے اپنے مطلب کا بنا لیا ہے اور ایک طے شدہ عقیدے کی مطابقت میں اس کی تعلیم و تفسیر ہے۔ ہر فرقے نے اپنے حریف کے مقابلے کے لئے قرآنِ مجید کو حربہ قرار دے لیا ہے یہاں تک کہ اگر ایک فرقے نے ایک آیت دوسرے کی زد میں پیش کی تو اب دوسرا اپنی فتح اور مدِ مقابل کی شکست کے لئے بسا اوقات اس آیت کے صحیح مطلب کو بھی غلط ثابت کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور کھینچ

ان کر ایسے معنٰی پیدا کرتا ہے کہ وہی آیت اُس فریق کی شکست کا باعث بن جائے اور اس کی جیت کا سبب۔ جب عالم یہ ہو اور سدباب کی کوئی صورت نہیں تو پھر متفق علیہ ترجمہ کا تخیل کہاں تک صحیح ہوگا۔

دنیائے اسلام کو جانے دیجئے صرف ہندوستان ہی کو دیکھا جائے کہ کس طرح ہر فرقہ اپنی جگہ پر ڈٹا ہوا ہے کل حزب بما لدیھم فرحون کی مصداق بنا ہوا ہے۔ جو چیز سب سے پہلے دور کرنے کی تھی وہ سب سے زیادہ عزیز بنی ہوئی ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا مگر حال یہ ہے کہ فرقہ بندی ہی پسند ہے اور ہر فرقہ اپنی جگہ پر مطمئن بیٹھا ہوا ہے۔ فیاللعجب۔

ماتم تو اس کا ہے کہ اتنے ہی پر بس نہیں ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو کافر بنا رہا ہے جو قوت اقوام عالم کے اندر حق کی تبلیغ کے لئے صرف ہوتی وہ اپنے ہی لوگوں کو مٹانے اور کمزور کرنے میں ختم ہو جاتی ہے ایک شخص اپنے فرقے کو جس قدر بڑھانے اور دوسرے کو گرانے میں وقت اور پیسہ صرف کرتا ہے حیف ہے کہ اسلام کے لئے نہیں کرتا اپنی تعلیم گاہ میں اُسی کو تعلیم دینا چاہتا ہے جو اُس کی فرقہ بندی میں اضافہ کرنا چاہیں وہ ہر اسلامی معاملہ میں ان ہی لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنے کو اس کے فرقہ کا ایک فرد بتلائیں اور اگر ایسا نہیں تو بسا اوقات سائل کتنا ہی حقدار ہو اُس کے لئے ان کے یہاں نفی میں جواب ہے گویا مجبور کیا جاتا ہے کہ ضرورت مند اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر ان کے فرقہ میں اضافہ کا باعث بنے۔

میں نے کہا ہے کہ ان خرابیوں کے روکنے کی آجتک کوئی صورت پیش نہیں ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر روز اور ہر آن فرقہ بندیاں پرورش پا رہی ہیں۔ ہر فرقہ

قرآنِ مجید کا ترجمہ الگ کرتا ہے اور پھر اُس کو دوسروں کے گلے میں زبردستی ٹھونسنا چاہتا ہے اُس کی خواہش ہوتی ہے کہ اُسی کا ترجمہ دائر و سائر ہو اور اس ذریعہ سے سب لوگ اُس کے عقیدے میں تبدیل ہو جائیں۔

آج قرآن مجید بکنے کے لئے اتنی تعداد میں بازار کے اندر آگیا ہے کہ خریدنے والے نہیں ملتے۔ طرح طرح کی تخریبیں اور اشتہار بازی جاری ہے اس صورت میں متفق علیہ ترجمہ کا کون فرقہ اور کون دکاندار حامی ہوگا۔ اس لئے کہ اس سے اُس کو اپنی کساد بازاری کا خوف ہے مطلب یہ ہے کہ تجارتی اغراض اور فرقہ بندی کی پرورش کا خیال جب تک فنا نہ ہو جائے متفق علیہ ترجمہ طیار بھی کیا جائے تو اس کھرے سکّے کے چلنے کی امید نہیں۔

چونکہ مسلمانوں کا عام طبقہ رہنمایان فرقہ کے ہتھکنڈوں سے ناواقف ہوتا ہے اس لئے ساری خرابیاں رونما ہوتی ہیں لہٰذا قرآنی تحریک کی اس دفعہ سے کہ قرآن پاک کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ عام ہو۔ فرقہ پسندوں کا حربہ بہت کچھ کُند ہو جاتا ہے۔ پھر قرآنی تعلیم قرآن ہی کے بتلائے ہوئے طریقے اور شرائط کے ساتھ ہو کا یہ مطلب ہے کہ ایسے لوگ تعلیم اور دعوت کے لئے مقرر ہوں جو فرقہ بندیوں کی مصیبت سے بیزار اور مامون و مصئون ہوں اور یہ بھی کہ طلبہ تعلیم چاہے کسی سے لیں مگر ان کی نگاہ تعلیم دینے والے پر نہ ہو بلکہ قرآن پر ہو اور دیکھیں کہ قرآن کے بتلائے ہوئے طریقے اور قوائد کے ساتھ ان کی تعلیم ہو رہی ہے یا نہیں کیونکہ قرآنِ پاک واقعی اپنے جاننے کے طریقے آپ بتاتا ہے۔ اور ولا تفرقوا کی تاکید اکید سے طالب علم جان لیگا کہ قرآن مجید یک قلم فرقہ بندی کو ہی پسند نہیں کرتا۔ اور جب تک موجودہ فرقوں میں سے کوئی ایک بھی باقی رہتا ہے ولا تفرقوا کی وعید کے اندر ہے لہٰذا یہ لازمی ہے کہ فرقہ بندی کا نام تک نہ لیا جائے اور

اگر ایسی تعلیم عامۂ مسلمین کی ہوئی تو اس کا نتیجہ فرقہ بندیوں کی تار و پود کھبر جانے کے سواء دوسرا کچھ بھی نہیں۔ پھر قرآن پاک کو حق و باطل کا معیار قرار دینا بھی ہے۔ یعنی جس طرح کسوٹی رکھنے والا سنار سونے اور پیتل میں فرق کر لیتا ہے اور کوئی دغاباز اُس کو ہر زرد رنگ کی چیز دکھلا کر سونے کا دھوکا نہیں دے سکتا۔ اسی طرح قرآن والی قوم قرآنی معیار کے رکھتے ہوئے فرقہ بندی اور اس کے علاوہ کسی قسم کا دینی اور دنیاوی دھوکا نہیں کھا سکتی۔ ان باتوں کے حصول کے بعد اب ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ پر ایک ہی بات سوچیگا اور ایک راستے پر ہو کر ایک ہی منزل کی طرف قدم بڑھائے گا۔ کیونکہ صراطِ مستقیم قرآن میں ہے اور منزلِ مقصود تک پہنچانے والا بھی قرآن ہی ہے إنّ الّذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد۔

پس ایسے مبارک زمانے میں جو تفسیر لکھی جائے گی اور جو ترجمہ کیا جائے گا اُس کے متفق علیہ ہونے میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہوں گے جو کان امّۃ واحدۃ کی خود ہی زندہ تفسیر اور متفق علیہ ترجمہ ہوں گے

یقیناً قرونِ اولیٰ میں یہی حال تھا جبکہ مسلمانوں کے اندر کوئی فرقہ بجز مسلمان کے نہ تھا اور جب سے قرآن مجید لوگوں کی نفسانیت کا شکار رہا۔ انھوں نے قرآن کو اپنا بنانا شروع کیا۔ اور قرآن کے بننے سے بچنے لگے فرقہ بندی کی مصیبتیں سیلاب بنکر آگئیں۔

قرآن مجید ہر زمانے کے لئے ہر موجودہ مرض کی دوا ہے اس کی تعلیم و تبلیغ اُسی زمانے کے مطابق ضروری ہے لہٰذا ہر زمانے کی تفسیر اور افہام و تفہیم مرض کی تشخیص کے بعد ہونی چاہیئے۔ ورنہ مریض بسا اوقات نا موافق دوا سے ہی ہلاک ہو جائے گا۔ سنکھیا بھی دوا ہے مگر اسی حالت کیلئے جب اس کی ضرورت ہو۔ غذا بے شک زندگی کے لئے ناگزیر ہے

مگر کون طبیب ہے جو اپنے مریض کو بدہضمی کی حالت میں گوشت اور روٹی کھانے کو دے گا

اگر طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہو تو چیچک اور ہیضہ کا علاج کرنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں

پھر یہ بھی کہ قانونِ شیخ میں تو ہر مرض کا نسخہ ہے۔ اور عطارخانے میں ہر قسم کی دوا۔ مگر ایک طبیب کے پاس دس مرض کے دس مریض آئیں تو کیا وہ طبیب طبیب کہا جاسکتا ہے جو قانونِ شیخ کے نسخے اور دواخانہ کی دوا کو مریض کے مرض کی تشخیص کیئے بغیر آنکھ بند کر کے استعمال کرانا شروع کر دے۔ بس ٹھیک یہی حال خدا کے قانون کا بھی ہے اس میں ہر مرض کی دوا ہے اور ہر مریض کے لئے شفا ہے مگر طبیب ایسا ہونا لازمی ہے جو مرض کے پہچاننے کے بعد جو مریض جس وقت جس نسخے اور جس دوا کا مستحق ہے اس کو اسی پرہیز اور اسی غذا کے استعمال کے ساتھ اس کا استعمال کرائے تو یقیناً شفا ہوگی۔

فیہ شفاء لما فی الصدور غلط نہیں مگر غلط طور پر اس کا استعمال ضرررساں ہی ہوگا۔ جیسا کہ آج فرقہ بندیوں کی صورت میں ظاہر ہے اور مسلمان ہر طرح سے پریشان حال ہیں۔

بہرحال کہنا یہ ہے کہ آج فرقہ بندی کے زمانے میں قرآنِ مجید کا متفق علیہ ترجمہ پیش کرنا مشکل ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ عام ہو۔ اور ایک بار عام مسلمانوں کی ذہنیت قرآنی ہوجائے تو سب کچھ ممکن ہے۔ والسلام۔

فقیر
مصلح
ابو محمد

# اسلامی پردہ

## قرآن ہر حیثیت سے مکمل کتاب ہے

بنام نیاز فتحپوری اڈیٹر رسالہ نگار لکھنو

برادرم السلام علیکم۔

آپ کا رجحان قرآن مقدس کی طرف آپ کی اکثر تحریر سے ظاہر ہے امر واقعہ بھی یہی ہے کہ اس اصولی اور مرکزی چیز کے ساتھ ایک مسلمان کو اسی شان کے ساتھ تعلق اور شغف رکھنا چاہیئے کہ امتیازی شان پیدا ہوجائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس لئے قرآن مجید کو بڑی چیز نہیں مانتے کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں بلکہ اس لئے اس کے ساتھ زبردست عقیدہ رکھتے ہیں کہ واقعی قرآن اسی قابل ہے کیونکہ وہ تمامی علوم تمامی دعوتِ آسمانی اور تمامی خوبیوں کا ایسا جامع مانع مجموعہ ہے کہ روئے زمین پر اس کے مقابلے کی دوسری کوئی کتاب موجود نہیں لہٰذا دنیا کے ہر ایماندار اور سمجھدار آدمی کو اس کے ساتھ ایسا ہی لگاؤ رکھنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر نوع انسان کا کوئی فرد اس کتاب مقدس سے رجوع نہ کرے تو اس کی عقل و تمیز کی صحت ہی مشکوک ہے اور اس کو فراست اور علم سے کوئی واسطہ نہیں قرآن مجید اُس ذات کی طرف سے آئی ہوئی کتاب ہے جو انسانوں کا خدا ساری مخلوق کا

خالق۔ سارے بندوں کا معبود، سارے حاکموں کا حاکم، سارے بادشاہوں کا بادشاہ، سارے دانا و بینا، سارے فلاسفر و قانون دان، سارے علماء و فضلاء اور حکماء و عقلاء کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ جس کو جو کچھ ملا ہے اُسی کے دروازے سے ملا ہے اس پر بھی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ فرمایا گیا ہے۔

وہ غنی ہے اور اس کے سوا جو بھی ہیں سب اُس کے محتاج ہیں۔ اللہ غنی و انتم الفقرا۔ محض نادان کہتے ہیں کہ یورپ کو اس کی ترقی نے خدا سے بے نیاز کر دیا ہے۔ لیکن قدرت خندہ زن ہے۔ کہ اشرف المخلوقات انسان جس کو بہت اعلیٰ کا درجہ نصیب ہے وہ ابھی اتنی ہی ترقی کر سکا اور اتنی ہی پرواز کی۔ اب تک اُس کی عقل اور بازو میں قوت آسکی۔

دنیا جانتی ہے کہ آج تیرہ سو برس سے زاید ہوئے کہ قرآن حکیم نے۔ جو اپنے متعلق لاریب فیہ ہونے کا دعویٰ پیش کیا اور ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین کا اس لئے آوازہ بلند کیا کہ انسانی عجز کو ثابت کر کے قرآنِ پاک کی دعوت پر صدقِ دل سے ایمان لانے کے لئے انسانوں کو مجبور کیا جائے تو کون نہیں جس کو معلوم ہو کہ واقعتاً اس کے مقابلے میں ایک شخص بھی نہ آسکا۔ اب اگر اس کے بعد بھی کسی کا دل شک و ریب کی بیماری میں مبتلا ہے تو یہ اس کا قصور ہے اُس نے اپنی آنکھوں پر خود پردے ڈال لیے ہیں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں اور دلوں پر مُہریں لگا لی ہیں۔ جس کا اعتراف خود قدرت کو بھی ہے۔
ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ

اور ایسے انسانیت باختہ اور ننگ پیداوار کو جو کچھ بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے یقیناً وہ عذاب عظیم ہی ہے۔

ترقی، تہذیب، تمدن، وغیرہ کے ہمیشہ دو پہلو ہوتے ہیں ایک تو عوام کی غلط اصطلاح میں اور دوسرے آسمانی صحیح اصطلاح میں اس لئے آج کی دنیا چاہے ترقی کے کتنے ہی زینے طے کر چکی ہو جب تک قرآنی دنیا نہیں ہو لیتی اور اس محور پر آکر گردش نہیں کرتی متزلزل حالت میں ہے اور نہیں معلوم کہ گر سے گی تو عاد و ثمود اور بابل و نینوا کی یادگار ہو گی۔ یا اس سے بھی کچھ زیادہ۔ اسی طرح مسلمان جب تک قرآن کے بتلائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ قرآن کی عام تعلیمات سے عام طور پر اپنے کو آراستہ نہیں کر لیتے ان کی ساری جدّ و جہد بیکار جائے گی۔

برادرم مجھے آپ سے اس لئے یہ موانست ہے کہ آپ ہر چیز سے زیادہ کتاب اللہ شریف کو وقعت دیتے اور اس کا نام لیتے ہیں اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ قرآن کا علم و عمل باقی نہیں رہا۔ کتاب اللہ کا غلط استعمال ہو رہا ہے اور سب سے زیادہ مہجوری کی حالت میں مسلمانوں نے اس کو ڈال دیا ہے اگر سطحی عقائد اور رسمی تعظیم و احترام کے قید و بند میں خود کسی قوم نے اپنی کتاب کو مبتلا کر دیا ہے تو وہ مسلمان ہیں اور خدا کا آخری آسمانی پیغام انسانوں کی زندگی کا دستور العمل قرآن حکیم ہے۔

موجودہ وعظ و تبلیغ، اسکول و مدارس، تالیف و تصنیف اخبارات و رسائل انجمنیں اور تحریکات بھول بھلیاں اور خواب پریشاں سے کم نہیں لیکن مسلمان ہیں کہ اس کی تعبیر تلاش کرنے سے نہیں چوکتے پیچ در پیچ معاملات میں مبتلا ہیں اور پھر منزل مقصود تک پہنچنے کے خواہشمند۔

نرسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ہست

کنایہ ہے کہ چونکہ فقیر کی زندگی کا مقصد دنیا کو قرآنی دنیا کی صورت میں دیکھنا ہے اس لیے ہر اُس شخص کو للچائی ہوئی نگاہ اور اُمید بھرے دل سے دیکھتا ہے جو دو چار قدم بھی اس راہ میں ساتھ دیتا نظر آتا ہے۔

دشتِ تنہائی میں اپنا پوچھنے والا ہے کون ہے بہت احسان مجھ پر خارِ دامنگیر کا

اسلامی دنیا میں آج کل "پردے" کی ایک اہم بحث چھڑی ہوئی ہے جس میں آپ اور آپ کا "نگار" بھی شریک ہے۔ مسلمانوں کو ہر ایسے موقع کیلئے بتلایا گیا ہے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول جس کا صاف و صریح مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ہر متنازعہ فیہ مسائل کے تصفیے کے لئے آخر میں کتاب اللہ ہی حَکَم قرار پا سکتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حکم بھی اس کے اندر موجود ہے جس کیلئے یہ حَکَم قرار پائی ہے۔ اب رہا یہ امر کہ مسلمان اس کو حَکَم قرار نہ دیں یا اُن کو کتاب اللہ کے اندر وہ فیصلہ نہ ملے تو یہ خود مسلمانوں کا قصور ہوگا نہ کہ قرآن حکیم کا۔

اس کو بھول نہیں جانا چاہیئے کہ اگر قرآن مجید ان باتوں سے تہی دامن مانا گیا تو پھر روئے زمین پر کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جو اس کمی کو پورا کرنے والی ہو لہذا یہ ماننا لازم آتا ہے کہ نبی نوع انسان کو خدا نے پیدا تو کیا مگر ان کو اپنی مرضی کے مطابق تہذیب و تمدن کا اہم طریقہ نہیں بتلایا اور اس کے لئے محتاج و آوارہ چھوڑ دیا دوسرے لفظوں میں جس کے یہ معنی ہوئے کہ انسان فساد فی الارض کا مظاہرہ کرتا رہے تو بہرحال تسلیم کرنا پڑیگا کہ آخری آسمانی ہدایت نامہ کو مکمل ہونا چاہیئے جو کسی مسئلہ کو انسان کے کسی شعبۂ زندگی کو تشنہ نہ چھوڑے اور یہی وہ چیز ہے جس کا قرآن مجید دعویدار اور بار بار اعادہ

کرنے والا ہے۔

## آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

پردے کی بحث کے سلسلہ میں جناب عبدالماجد بی اے دریابادی سے جو آپ نے وجہ اور کفین کے داخلِ ستر ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے اکثر لوگ اسی طرف گئے ہیں کیونکہ جو چیزیں سب سے زیادہ جاذبِ نظر اور سب سے پہلے اپنی طرف مخاطب کر لینے والی ہوں۔ یقیناً وہی سب سے زیادہ فتنہ کا سبب بن سکتی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اُن کا داخلِ ستر ہونا ضروری ہے لہٰذا آپ اس کی بھی تائید میں ہیں کہ قرآن مجید اسی نظریے کا موید ہے۔ اس کے خلاف مسئلے کا استنباط عقلاً خلاف اور مضحک ہے اب رہی یہ بات کہ زمانے کی ضرورت یہی ہے کہ بے پردگی کو رواج دیا جائے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو میں عرض کروں گا کہ ایسے موقع پر زمانے کا مقلد اچھا ہے یا غیر مقلد اس بات کے آپ قائل ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا تو میرے بھائی پھر یہاں اجتہاد سے کیوں کام نہیں لیتے۔ میرے خیال میں آپ کے سامنے دو باتیں ہیں۔ پردے کے اُٹھ جانے کی صورت میں فائدہ اور نہیں اُٹھنے کی صورت میں نقصان اور یہی دو صورتیں موئدینِ پردہ کے سامنے بھی ہونی چاہئیں یعنی پردے کے اُٹھ جانے کی صورت میں افساد اور نہ اُٹھنے کی صورت میں فوائد۔ پہلے اس بات کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ ہر مخلوق کی تخلیق میں ایک خصوصیت ہوتی ہے اگر اس خصوصیت سے قطع نظر کر لی جائے تو قدرت سے بغاوت کرنا ہے اور اس کا نتیجہ شکست کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اسی طرح صنفِ نازک کے اندر بھی کچھ امتیازی خصائص ہیں جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ ایک الگ بحث ہے یہاں مجھے صرف اتنا کہنا مقصود ہے کہ جیسے دیگر اقوام سے نسبتہً

مسلمانوں میں ایک خاص امتیاز ہونا چاہیئے اسی طرح دوسری قوموں کی مستورات سے خواتین اسلام کو ضرور امتیاز ہے اور یہ وہی امتیاز ہو سکتا ہے جو اس گروہ کا مایۂ ناز سرمایۂ عصمت اور ننگ و ناموس ہے اور جس کی اوّل حفاظت کا نام اسلامی پردہ ہے اب اگر یہ خصوصیت باقی نہ رہے تو خیال کرنا چاہیئے کہ کیا چیز جاتی رہی۔

اتنا تسلیم کر لینے کے بعد مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ پردہ اُٹھ جانے کی صورت میں مضرّات کا خدشہ یقینی ہے اور یہ نہیں تو پردہ ہونے کی صورت میں جس قدر نقصانات ہیں اس سے زیادہ تو قطعاً یقینی۔ پس برسات کے آنے سے پہلے گھر کی مرمّت کر لی جاتی ہے اور طوفان سے پہلے سفینے طیّار کر لیے جاتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو پردے کے بارے میں کون سا پہلو اختیار کرنا چاہیئے یہی نہ کہ اسلامی پردہ لازمی ہے۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے کم و بیش یہ الفاظ استعمال کر کے اپنی قرآن مجید کے ساتھ محبت میں ایک بدمزگی پیدا کر دی ہے کہ " اگرچہ قرآن پردے کی موافقت میں ہے مگر ضرورتاً پردے کا اٹھانا ناگزیر ہے " کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے قرآن مجید کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید جو کچھ بتلاتا ہے ایک انسان اس سے بہتر سمجھ سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ قرآنِ مجید ضرورتِ انسانی کا پورا کرنے والا نہیں۔ اور چوتھے یہ کہ قرآنِ مجید کا بتلایا ہوا راستہ ناقابلِ قبول اور غلط ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ سب نقائص اور الزامات قرآنِ مجید سے گزر کر پاک ذاتِ خدا پر عائد کرنا ہے۔ اللّٰھم احفظنا من آفت اللسان وَالقلم۔

مجھے شک ہوتا ہے کہ شاید میں نے آپ کا مطلب سمجھنے میں کمی کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اچھا ہوگا کہ آپ معاملے کو صاف کر دیں جو فقط اسی صورت میں ممکن ہے کہ قرآنِ مقدس کو ہر حیثیت سے مکمل تسلیم کریں اور اُس کو اُس کے اعلیٰ مقام پر بحیثیت مجموعی رہنے دیں۔ والسّلام۔

بندۂ خدا

ابو محمد مصلح

# ایک طرف ہو جاؤ

## یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

## جنابہ فیروزہ بیگم بی اے سلمہا کے نام

بہن - دعا اور سلام مسنون کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا خط عرصہ ہوا کشمیر سے آیا تھا میں اس سے پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ دنیا کی کوئی تحریک بغیر یکسو ہوئے کامیاب نہیں ہوتی اور کسی علم و فن وغیرہ میں امتیازی شان اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک اس میں خاص شغف ہی نہیں بلکہ ہمہ تن مشغول و مصروف نہ ہو جائیں یہاں تک کہ جو کوئی اس شخص کا نام سنے یا اس کو دیکھے تو معاً وہ کام یا وہ تحریک یاد آجائے

عورتوں کی دنیا بڑی وسیع دنیا ہے جس طرح مسلمان مردوں کو دنیا کے ہر مرد پر قرآنی فضیلت حاصل ہے تا کہ وہ اس پیام الٰہی سے ان کو راہِ راست پر لے آئیں۔ اسی طرح خواتینِ اسلام بھی خواتینِ عالم کی معلمہ اور مبلغہ ہیں۔ اگر وہ اپنے کو اور اپنے فرض کو سمجھیں۔

ادہر جو کچھ میں نے کہا وہ تو بد قسمتی سے مسلمانوں کا آج دوسرا سبق ہے یعنی میرا بیان خارجی تبلیغ کے تحت میں آتا ہے حالانکہ عالمِ اسلام کو داخلی تعلیم و تبلیغ کی ازحد ضرورت ہے موجودہ حالت کے درست ہونے کیلئے بدرجۂ اولیٰ اور آئندہ نسل کی درستگی کے لئے بدرجۂ اتم۔

فیروزہ بیگم! آپ نے قرآنی تحریک سے جس دلچسپی کا اظہار کیا اور قرآن مجید کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ عام ہونے کا جو مختلف طریقوں سے اظہار کیا وہ قابلِ قدر تو ہے لیکن نتیجہ خیز اس وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ اپنے دیگر مشاغل کو مختصر کر کے اس کے تابع کر دیں اور اس کو

وظیفۂ حیات قرار دیکر آخری سانس تک کیلئے فرض عین سمجھ لیں۔

نتیجہ یقیناً خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن یہ کوئی گناہ نہیں کہ انسان بیج اس لئے بوئے کہ درخت ہوگا اور پھول پھل سے دامن مراد کو بھر اجائے گا۔ اسی طرح قرآنی تحریک سے نتائج برآمد ہونے کی خواہش بنظر استحسان دیکھی جاسکتی ہے۔

معلوم نہیں آپ "نورجہاں" میں صرف قرآنی موضوع پر اب کچھ لکھتی ہیں یا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ گجرانوالہ میں آپ کا درس قائم ہوگا۔ لکھئے کہ طالبات کی کیا تعداد ہے اور کس کس قابلیت کی ہیں۔ کسی سبق کو یاد کرانے کا بہترین طریقہ دو ہے۔ ایک تو یہ کہ جو کچھ سیکھا جائے عمل کی نیت سے سیکھا جائے اور عمل شروع کردیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس سبق کو دوسروں پر دُہرایا جائے یعنی اپنے گھر پر بچوں۔ دائی۔ ماما وغیرہ یا ہمسایہ محلے اور بستی وغیرہ کے افراد پر عمل شروع کردیا جائے۔

الحمد للہ سلسلۂ اشاعت قرآن کی پہلی ششماہی ختم ہوئی۔ اس کی دو خوبصورت جلدیں اب بنوالینی چاہئیں۔ دوسری ششماہی سے انشاء اللہ ایک خاص امتیازی شان کا اظہار ہوگا۔ اس کو بھی لکھیئے کہ میرا یہ خیال کہاں تک صحیح ہے۔

میں نے جو اپیل اور تجویز اس ماہ شائع کی ہے وہ غالباً ہندوستان کے لئے آخری چیز ہے شاید اس کے بعد میرے پروگرام میں اہم تبدیلی واقع ہو۔ دعا کرنی چاہیئے کہ قرآن مجید کا علم و عمل عام ہو اور حکومت الٰہی، ہدیتِ الٰہی اور محبتِ الٰہی سے دنیا معمور۔ والسلام

دعاگو
فقیر ابو محمد مصلح

دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن
۱۴ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

# مقدس تجاویز

(۱) جس طرح مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک کتاب ایک اور قبلہ ایک ہے اسی طرح عالمگیر قرآنی تحریک کا مرکز بھی ام القریٰ کو ہونا چاہیئے اور دنیا میں اسلامی مشنریاں قائم کرنے کے لئے مدرسۃ الاسلام کا قیام مکہ معظمہ میں مناسب ہے۔

(۲) اسلامی ممالک کے عام باشندوں کے نمایندوں کی ایک عام مجلس مشورت کے علاوہ والیان ملک اور شاہان اسلام کی شرکت بھی ضروری ہے جن کی امداد اور مشورہ سے مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کا انتظام ہو اور اس کا منتظم ایک ایسا شخص ہو جو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین قرار پائے۔

(۳) مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کے لئے دنیائے اسلام سے تبلیغ اسلام کیلئے ایک کروڑ روپے سالانہ کی امداد ہو سکے علاوہ زکواۃ و خیرات وغیرہ کی مد سے ایک اسلامی بیت المال بھی اس سے متعلق قائم کیا جائے۔

(۴) مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کے متعدد مراکز ہوں جو عموماً ہر جگہ اور خصوصاً ہر اسلامی ملک میں قایم ہوں۔

(۵) تعلیم اور تبلیغ اور تنظیم کے داخلی و خارجی دو شعبے قایم ہوں، ایک مسلمانوں کیلئے اور دوسرا دیگر اقوام کے اندر قرآن مقدس کو پہنچاتے رہنے کے واسطے۔

(۶) ہر شخص پر قرآن کا پڑھنا یا سننا لازمی قرار پائے متحدہ قومیت کے اصول پر ہر گھر اور ہر مسجد میں درس قرآن کا ایک عالمگیر سلسلہ قایم ہو جس میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ہر مسلمان کو مجاہد فی سبیل اللہ اور مبلغ قرآن بنانے کیلئے وقف ہوں۔

(۷) انجمنوں، اخبارات و رسائل، تالیف و تصنیف نیز سیاحت و تقاریر کے ذریعے قرآنی تحریک کا ہر جگہ کام کیا جائے نوع انسان کو خدائی حکومت کے قیام خدا کی سچی عبدیت اور محبت الٰہی کا درس دیا جائے۔ ان اللہ علی کل شیئی قدیر

طمعے بہم رساں کہ بسازی بعالمے
یا ہمتے کہ از سر عالم تواں گزشت

دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن
(ہندوستان)

ابو محمد مصلح

سلسلۂ اشاعت سمرن حیدرآباد دکن

ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۹ ہجری

جلد (۲) نمبر (۱۱)

# قرآن مہینہ

# قرآن والا اور قرآن والی رات

(مرتبہ)

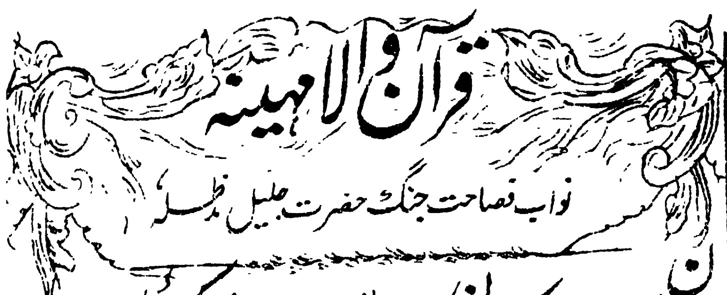
ابو محمد مصلح کان اللہ لہ

(دفتر)

قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

چندہ

سالانہ دس روپیے ۔ ماہوار پورے سٹ کی قیمت ایک روپیہ




قرآن کا مہینہ ہے کہ ماہِ رمضاں ہے
اس ماہ کا رتبہ کوئی ماہ کہاں ہے

اترا ہے اسی ماہ میں وہ مصحفِ باری
ظلمتکدۂ دہر میں جو نور فشاں ہے

ان روزوں میں جو مصروفِ تلاوت ہیں مسلمان
ان کے لیے ہر وقت کھلا باغِ جناں ہے

تھا اس کے درود احمدِ مختار پہ جس میں
قرآن کی زباں اصل میں اللہ کی زباں ہے

کچھ فرق نہیں قولِ حق و قولِ نبی میں
قرآن و احادیث میں ربطِ دل و جاں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# قرآن و الاہمینہ

| | | |
|---|---|---|
| رکوع ۲۳ | شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ | سورۃ البقرۃ |

مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ
بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جو لوگوں کا رہنما ہے اور جس میں ہدایت اور امتیاز حق و باطل کے قواعد و احکام
ہیں پس جو شخص تم میں سے یہ مہینہ پائے تو ضرور اس میں روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے گنتی دوسرے دنوں سے
اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں اور تاکہ تم لوگ گنتی کی تکمیل
کر لیا کرو اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو طریقہ بتلا دیا اور تاکہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کو رمضان اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گناہوں کو رمض کر دیتا ہے یعنی جلا دیتا ہے۔

قرآن۔ قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں تمام آیتیں حروف اور قصے امر و نہی اور وعدہ و وعید جمع کئے گئے ہیں۔ نیز اس لئے بھی کہ اسکے معنی پڑھا گیا کے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ پڑھنے پڑھانے کی چیز ہے ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہنا چاہیے اور اس لئے بھی قرآن کو قرآن کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا نام ہے جیسے توراۃ و انجیل وغیرہ۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابراہیم کے صحیفے ۳ رمضان کو اور ایک روایت کے موافق یکم رمضان کو نازل ہوئے ہیں اور توریت موسیٰ پر ۶ رمضان کو نازل ہوئی ہے اور انجیل عیسیٰ پر ۱۳ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور داؤد علیہ السلام پر ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی ہے اور قرآن پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر [illegible]

نزول کے سلسلے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علم ذات باری سے لوح محفوظ پر اور لوح محفوظ سے
بیت العزت پر جو آسمان دنیا میں ہے اور بیت العزت سے مکہ معظمہ کے غار حرا میں قرآن مجید ماہ رمضان المبارک میں
جسطرح دیگر دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کی غرض انسانوں کی ہدایت تھی اسیطرح قرآن مقدس کے نازل
ہونے کی بھی یہی غرض ہے مگر فرق اتنا ہے کہ یہ اللہ تعالی کا آخری پیغام ہے۔ اسکے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔
نیز یہ کتاب پچھلی ساری کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے جسمیں اقوام عالم کیلئے واحد ہدایت نامہ ہے
قرآن مجید کا ہدایت نامہ ہونا ایسا نقطہ ہے جو خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ انبیائے مرسلین کے
سوا معصوم دوسرا کوئی انسان نہیں ہوتا تو اگر انہیں سے کسی بات پر کامل بھروسہ کر لیا گیا تو ممکن ہے کہ ہدایت
کے بدلے گمراہی میں بھی مبتلا ہو جائے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ایک انسان ہے جو شام کے وقت
بالیقین سچا ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے مگر یہ بات بالکل ممکن ہے کہ وہی شخص صبح کو مرتد یا شریر ہو
گیا ہو اور آتا ہے مگر اسکی نیت میں فتور آگیا ہو۔ اسلئے جس شخص نے اسکی شام کے وقت تصدیق کی ہے صبح
کے وقت بھی آنکھ بند کرکے اتباع کریگا تو یقیناً گمراہ ہوگا۔ مگر قرآن مجید کا حال اسکے برعکس ہے یعنی تعلیم
اسکی شام کے وقت ہوگی وہی رات میں اور صبح کاذب اور صبح صادق کے وقت بھی۔ بلکہ جو کچھ یہ
دوست سے کہیگا وہی دشمن سے بھی۔ جو کچھ تنہائی میں بتائیگا وہی مجمع عام میں بھی پکار کر کہیگا تو حقیقت
یہ ہے خاتم النبیین کے بعد اگر کوئی سچا اور کامل رہنما ہے تو قیامت تک کیلئے صرف قرآن مقدس ہے۔ اسلئے
آج کل علمائے وقت، مدرسین اور واعظین کو جو کچھ کہنا چاہئے وہ یہ کہ لوگ قرآن مجید کیطرف متوجہ ہوں اور
قرآن مجید کو مضبوط پکڑیں اور صوفیائے کرام اپنے مریدوں سے بیعت قرآن مجید پر لیں یعنی مرید یہ کہیں کہ ہم اس
بات پر بیعت کرتے ہیں کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے اسکو ہم اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دینگے۔ اگر ایسا کیا گیا تو
پھر صحیح رہنمائی اور سچی ہدایت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ یقیناً جو بدعتی شعار بنا لئے گئے ہیں اور توحید باری
کے سوا کوئی اور پرستش نا ممکن ہو جائیگی کیونکہ قرآن پر بیعت سے یہی نتیجہ برآمد ہوگا کہ شخص و شخصیت
پرستی کا نام و نشان مٹ جائیگا جو انبیائے مرسلین کی بعثت کا مقصد صحف سماوی کے نزول کی غرض اور

قرآن مقدس کی نازل ہونیکے لیے اور قیامت تک کیلئے خدائی حفاظت میں ہی رہنے کا مدعا اصلی ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے دین و دنیا میں کامیابی کا واحد سبب یہی تھا جو بیان ہوا اور آجکل مسلمانوں کی دین و دنیاوی پستی و تنزل کا باعث اسی ایک چیز کے فقدان سے ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مسلمان قرآن مجید کی موجودگی میں گمراہ کیوں ہیں تندرستی بیماری ترقی و تنزل روز و شب۔ نور و ظلمات اور ہدایت و گمراہی کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے ان میں اگر پہلی چیز ہوگی تو دوسری نہیں اور دوسری چیز ہوگی تو پہلی نہیں۔

مثلاً مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی اور جہاد کرنیوالی قوم قرار دیا۔ اب اگر یہ فی سبیل اللہ نہ رہینگے تو جہالت کی لڑائیوں میں مبتلا ہونگے۔ کفار و مشرکین سے مقابلہ نہ ہوگا تو خود اپنے بھائیوں کے گلے پڑینگے اسی طرح اگر حق کی تبلیغ میں مصروف نہ ہونگے تو آپس میں تفرقہ فرقہ ہو کر فرقہ پروری کو شیوہ بنا لینگے دیندار نہ ہونگے تو پکے دنیا پرست بنجائینگے جیسا کہ آج صاف نظر آرہا ہے اور دریا کا رخ بدلجاتا ہے تو بستیاں ویران ہوجاتی ہیں پس وہ دن آجائے کہ پھر یہ قرآنی ذہنیت پیدا کرلیں تو وہی ہوجائے جسکی ضرورت ہے اور جو منشائے خداوندی ہے۔

بہرحال قرآن مجید اب رہنما ہی نہیں بلکہ ہدایت ثابت شدہ خود ہے جسکے اندر صاف صاف احکامات ہیں اور جو حق و باطل کی کسوٹی کا حامل ہے پھر کھوٹے کھرے کو اسپر پرکھا جا سکتا ہے۔ ہدایت و گمراہی کو معلوم کیا جا سکتا ہے پیتل اور سونے کو جانچا جا سکتا ہے رہزن و رہنما میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ بلندی اور پستی کو دیکھا جا سکتا ہے اور اگر باوجود اسکے کوئی قرآن مجید سے بے اعتنائی برتتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا تو پھر اس کی ہلاکت میں کیا شبہ باقی رہجاتا ہے مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ جنوں اور انسانوں میں سے تو شیطان ہوتے ہی ہیں خود انسان کے اندر بھی ایک شیطان ہے جو اسکو مجسم شیطان بنا دیتا ہے۔ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ قرآن مجید میں خود ہی اس سے بچنے کیلئے اور اسکے وسوسوں سے نجات اور [illegible] سے اسکی چھپی ہوئی چالوں سے خبردار رہا جائے۔ جب خود اپنا یہ حال ہو تو پرائے کا کیا اعتبار

کیوں بغیر قرآنی معیار پر جانچے ہوئے کسیکا کوئی مرید ہو جائے اور کیوں کسیکے کہنے پر اعتبار کرکے اپنے کو ہلاک کرے

ای بسا ابلیس آدم روی ہست — پس بہر دستی نہ باید داد دست

## روزہ رکھنیکا حکم اور اُس کا سبب

تندرست مقیم اور حیض و نفاس سے پاک و صاف پر روزہ فرض ہے یہاں نزول قرآن سے رمضان کی فضیلت میں جو خصوصیت ہے وہ ظاہر ہے یعنی روزہ کا وجوب نزول قرآن سے تعلق رکھتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب توریت ملنے والی تھی تو روزے رکھنیکا حکم ہوا تھا۔ قرآن مجید کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ حاملین قرآن ہر سال روزہ رکھکر قرآن کے نزول کی یادگار منائیں اور روحانیت سے مالا مال ہوں فدیہ منسوخ ہوا اور معذور کیلئے افطار اور قضا کرنا منسوخ نہیں۔ معاذہ عدویہ رض سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا تو کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کہ زمانہ نبوی میں ہم کو حیض آتا تھا تو ہم کو روزہ ہی کی قضا کا حکم تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہ تھا۔

اگر کسی شخص پر روزہ فرض تھا اور شرعی مجبوریوں سے اُسنے افطار کیا اور قضا کو ادا نہ کرسکا خود قضا کر گیا تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے تو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت سراپا برکت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں میرے روزے رکھنا اسکی طرف سے کفایت کرجائیگے فرمایا کہ ہاں۔

امام ابوحنیفہ رح ولی کے روزے رکھنے اور کھانا کھلا سکنے کو ناکافی سمجھتے ہیں تو اسکا سبب اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ طاعت میں نیابت جاری نہیں ہوتی کیونکہ طاعت سے نیت اور امتثال حکم خداوندی مقصود ہے اور اس نیت و امتثال ہی پر ثواب اور عتاب کا مدار ہے اور وارث پر روزہ یا مال واجب ہونیکو حق تعالی کا قول۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری صاف منع کررہا ہے اسلئے وارث پر کچھہ واجب نہیں ہاں اگر میت وصیت کرے تو اسکی وصیت کو پورا کرنا واجب ہے۔

مریض اور مسافر کیلئے افطار کرنا بوجہ سہولت کے رخصت ہے۔ عزیمت نہیں ہے حتیٰ کہ اگر مریض اور مسافر
روزہ رکھ لیں تو سب کے نزدیک صحیح ہے۔ افطار کی صورت میں پورا کرنا یعنی ادا کرنا ضروری ہے کہ یہ بھی آسانی ہوئی
**عید** ۔ عید بھی اسی خوشی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ دکھلائی اور قرآن مجید
کے نزول سے اپنی بڑی نعمت سے نوازا اور پھر اسکے سبب سے روزے کے برکات بھی عنایت ہوئے۔ اور چونکہ رمضان
اور قرآن مجید درجات کی بلندی کا باعث بھی ہیں اسلئے خیریت پر فرمایا کہ تم کو شکرگزار ہونا چاہئے اور احسان
اب جو لوگ قرآن مجید کی تعلیم اسکے عمل اور روزے کو بار سمجھکر ترک کرتے ہیں وہ گویا ان چیزوں کو
نعمت نہیں مانتے اور احسان نہیں سمجھتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ چیزیں اسلئے ملی ہیں تاکہ تم احسان کا

| | | |
|---|---|---|
| سورۃ | أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ | رکوع |
| البقرۃ | أَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ | ٢٣ |

عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا
وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ
الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ
فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

تم لوگوں کے واسطے روزے کی رات میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا۔ کیونکہ وہ تمہارا اوڑھنے بچھونے
میں اور تم انکا اوڑھنے بچھونے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اسکی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں مبتلا کر رہے تھے خیر
تم پر اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی۔ اور تمہارے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب اُن سے ملو ملاؤ۔ اور جو تمہارے لئے مقدر
کر دیا گیا ہے اُسکا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو۔ اسوقت تک کہ تم کو سفید خط صبح کا متمیز ہو جائے سیاہ خط سے
اسکے بعد رات تک روزہ کو پورا کیا کرو۔ اور اُن بیبیوں سے اپنا بدن بھی ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں
میں یہ خداوندی ضابطے ہیں سو انسے نکلنے کے نزدیک بھی نہ ہونا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ پرہیز کریں

اس آیت شریف سے اوپر ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذکر ہے پھر دعا کی قبولیت کا ارشاد
ہے۔ اور اس کے بعد پھر آیت زیر عنوان بالا ہے قربت اور دعا کی قبولیت والی آیت کا درمیان میں آنا
عجیب لطیف معنی رکھتا ہے۔ دعا قبول ہی ہوگی جو قرآن مجید کے حکموں کے موجب اور حکمتوں کے مطابق ہو
دوسرے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید دعا کے قبول ہونے کیلئے واسطہ ہے۔ تیسرے ماہ رمضان المبارک میں روزے کی
حالت میں جو دعا کی جائیگی وہ زیادہ تر قرین قبول ہوگی۔ مگر اس سے بھی زیادہ لطف عبادی کا لفظ ہے
اللہ تعالیٰ کا عبد ہو کر اس سے دعا کرنا قبول ہونے کی شرطوں میں سے بڑی شرط ہے۔ یہی سبب ہے کہ پیغمبران
وقت چونکہ اکمل بندے ہوتے ہیں انکی دعا بھی خالی نہیں جاتی اور اولیاء اللہ کی بھی جو کہ امتی اور
دعائیں شہود بندگی کی شان پیدا کر لیتے ہیں وہ شرف قبول حاصل کرتی ہیں۔
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خیبر
تشریف لے گئے تو وہاں پہنچ کر بہت سے لوگ ایک وادی پر جھانک پڑے اور آواز بلند تکبیر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر کہنا شروع کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی
بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو تم تو ایسی ذات کو پکارتے ہو جو سمیع ہے اور قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے
کہ اے خدا یہ تو پکارنے والوں کا حال تو لیکن جنکو بہت پکارنے کی ضرورت ہے نہ خود پکارنا
آتا ہے اور نہ پکارنے کی توفیق ہے آنسو ان کا بھی تو ترجمان ہے
حقیقت کو کہہ گزرتے ہیں آنسو کی جب تم سنتے ہو ۔۔۔ وہ کوئی بات ہوتی ہے جو نہ نظم ہوتا ہے
آیت شریف اُحِلَّ بالا میں عورتوں کے حقوق کا بیان ہے اور ساتھ ہی اتنا خیال رکھا ہے کہ اس حکم کو دور کر دیا
گیا کہ کوئی ایسا نہ سمجھے کہ روزہ رمضان کا مہینہ اور قرآن والے دنوں میں ازدواجی تعلق کا تعلق نہ
ہوگا۔ لباس کا لفظ لا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ میاں بیوی میں ایسے تعلقات اور ایسی
یکجہتی ہونی چاہیے جیسا کہ لباس کو جسم کے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نکاح کر لیا اس نے دو تہائی دین جمع کر لیا

دیا اس سے حرام کاری کو روکنا اور تہذیب و تمدن کو سراہا گیا ہے۔ ایک دوسرے کا لباس ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ ایک دوسرے کو حرام سے چھپاتا اور روکتا ہے۔

دین فطرت نے اسی آیت شریف میں عورت مرد کے جائز تعلقات کی غرض جو بتائی ہے وہ بھی اسلام کے شایان شان ہے یعنی مباشرت اس نیت سے ہو کہ اللہ کا ایک پیامی اللہ کی راہ کا ایک مجاہد اللہ کا ایک عبد اللہ سے ایک محبت کرنے والے کی دنیا میں زیادتی ہو۔ صرف اپنی خواہش کا پورا کرنا ہی مدنظر نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو خاوند کو دوست رکھنے والی ہو اور خوب جننے والی ہو کیونکہ میں تمہاری کثرت پر اور امتوں کے سامنے فخر کروں گا۔

آیت شریف اور اسکی تفسیر میں جو حدیث بیان ہوئی اس نے شہوت رانی کے ہر طریقے کو مردود قرار دیدیا ہے اور تکمیل دین کی تکمیل پر مہر ثبت کر دی ہے۔ ایک مسلمان کیلئے چار نکاح اور عقد ثانی کا جائز ہونا بھی جہاں اور مصلحتوں پر مبنی ہے وہ اسی مندرجہ بالا فوائد کا بھی حامل ہے۔

آیت شریف میں پھر آغاز روزہ کے وقت کی تشریح ہے مسئلہ اگر صبح تک جنابت کی حالت میں کوئی رہا جب بھی اس کا روزہ بالاتفاق درست ہے۔

روزہ کی حقیقت کھانے پینے اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کیساتھ رکے رہنا ہے۔ روزہ کیلئے شروع ہوتے ہی پہلے کی بھی نیت کافی ہے اور باقی وقت میں جبتک اس نیت کو توڑا نہ جائے۔

**تراویح**

داؤد بن ابی ہند فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قرآن ماہ رمضان میں اتارا گیا ہے کیا تمام سال میں نہیں نازل ہوا۔ فرمایا کیوں نہیں تمام سال ہی میں نازل ہوا ہے مگر رمضان میں نازل ہونیکو یہ فرمایا ہے کہ جسقدر نازل ہو چکا تھا اس مہینے میں جبرئیل علیہ السلام اسکا دور کرتے تھے۔ یہ بھی ہے کہ سال وفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ختم سنے یعنی قرآن مجید کو شروع

ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو رمضان میں نماز (تراویح) پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے بغیر اسکے کہ آپ انکو تاکید اور وجوب کے طور پر حکم دیں تو آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ماہ رمضان میں (بنقاضے) ایمان و حصول ثواب کی غرض سے نماز پڑھے تو اسکے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور یہی طریقہ جاری رہا پھر حضرت ابوبکر رض کی خلافت میں اور حضرت عمر رض کے شروع خلافت کے زمانہ تک یہی طریقہ جاری رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک قرآن کا مہینہ ہے اسلئے اسمیں قرآن مجید سے جس طرح ممکن ہو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو قرآن مجید کی حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے انکو اسکے علم و عمل کرنیکا جسقدر خیال تھا اور آپنے جسقدر عملاً اسکو پورا کیا وہ ظاہر ہے۔ انہیں سے ایک تراویح بھی ہے۔ اور عام مسلمان خصوصاً غربا اور اوسط درجے کے لوگ دن بھر کی بھوک اور پیاس برداشت کرنیکے بعد رات میں قیام کرتے اور تراویح پڑھتے ہیں وہ دنیا کی ساری قوموں کیلئے قابل رشک ہے اسکی وجہ سے مسجدوں میں جو چہل پہل ہوتی ہے وہ آپ اپنی مثال ہے۔ کاش عام مسلمان قرآن مجید کے معنے سے آگاہ ہوتے تو اسکا لطف جتنا بڑھ جاتا اور جسقدر کثیر فائدہ حاصل ہوتا وہ جسم کیلئے بمنزلہ جان کے ہوتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تراویح کے اندر جسقدر قرآن پڑھا جائے ہر چار رکعت کے بعد اسکا خلاصہ سامعین کے سامنے بیان کر دیا جائے۔

**اعتکاف** اہل شرع کی اصطلاح میں اعتکاف مسجد میں نیت کیسا اللہ کی عبادت پر ٹھیرنے اور اقامت کرنیکو کہتے ہیں۔ یہ بھی یکسوئی حاصل کرنے خواہشات کے روکنے کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

اعتکاف مردوں کیلئے جامع مسجد میں یا جس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز جماعت کیساتھ ہوتی ہو اور عورتوں کیلئے گھر میں اس مقام پر جہاں نماز کی جگہ مقرر ہو کرنا چاہیئے۔ اگر اس درمیان میں عورتوں کو حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دینا چاہیئے کہ ایسی حالت میں جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ معتکف کو چاہیئے کہ کسی مریض کی عیادت نہ کرے کسی مقام پر ... نہ ہو اور نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ صحبت کرے اور ... ہے ... ہ ... ی

حاجت کی کہیں نہ نکلے اور اعتکاف روزہ ہی میں ہوتا ہے بغیر روزہ کے صحیح نہیں اور مسجد جامع کے سوا اور جگہ

مسئلہ رمضان المبارک کے اخیر کے دس دن میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے اخیر دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور وفات تک فرماتے رہے۔
رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ سے
جب عید کا چاند نظر آجائے اعتکاف کی مدت ہے جم کر بیٹھنا پیشاب یا خانے یا کھانے پینے کی ناچاری
سے ہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کیلئے بھی نہیں اٹھنا چاہیے ہر وقت اسی
جگہ رہنا چاہئے سونا بھی وہیں چاہئے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہونا چاہئے اسکے علاوہ نوافل اور
تسبیح وتحمید میں وقت صرف کرنا چاہئے۔ اعتکاف کا بڑا ثواب ہے اور اسکے فائدے اظہر من الشمس ہیں۔

آیت شریف میں جو کچھ بیان ہوا اور جن مسائل کا ذکر کیا گیا اور جو احکامات دیئے گئے
اخیر میں ان کو حدود اللہ کے نام سے یاد کیا گیا اور تاکید کی گئی کہ ان کے قریب بھی نہ جانا حدود اللہ
سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے
اور ان دونوں کے درمیان میں بہت سے امور ایسے ہیں کہ جنمیں اشتباہ اور تردد ہوکہ ہوتا ہے ان کو بہت سے
آدمی نہیں جانتے سو جو شخص ان امور سے بچا اس نے اپنی آبرو اور دین کو بچالیا اور جو ان امور مشتبہ
میں پڑیگا وہ حرام میں جا گریگا جیسے وہ چرواہا جو خاص چراگاہ (سلطانی) کے گرد چراتا ہے کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ چراگاہ (سلطانی) میں واقع ہو جاتا ہے۔ آگاہ ہو کہ ہر بادشاہ کے لئے
ایک چراگاہ ہوتی ہے کہ وہ اس میں دوسرے شخص کو دخل نہیں دیتا خبر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ
اسکی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں ۔

احکامات شرعیہ کی حکمتیں ایسی بھی ہیں جو عام طور پر سمجھ میں آجاتی ہیں اور اگر کوئی
امر سمجھ میں نہ آئے تو یہ اپنی سمجھ کا قصور ہے ۔ اور ایسی چیزیں بھی ہیں جن کا سبب نہیں بتلایا

گیا تو اس سے اُن کے فائدے یا نقصان کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایمان یقین اور شان عبودیت کا اظہار تو اسی مقام پر ہوتا ہے کہ بے چون وچرا اس کی تعمیل کیجائے۔

# روزے کی فرضیت

| | | |
|---|---|---|
| رکوع ۲۳ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا | سورۃ البقرہ |

أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جسطرح تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم متقی بنجاؤ گنتی کے چند دن۔ پھر جو شخص تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو ایام کا شمار رکھنا ہے اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں اُن کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا ہے اور جو شخص خوشی سے خیر کرے تو یہ اس کے لئے اور بھی بہتر ہے۔ اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے اگر تم خبر رکھتے ہو

آیت شریف میں یہ بتلایا جارہا ہے کہ روزہ اگلی امتوں پر بھی فرض ہو چکا ہے اور امم سابقہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کر چکی ہیں۔ پس تم جو امت محمدیہ صلعم ہر قوم کی پیشوا اور امام ہو۔ تم کو اس نعمت سے کیونکر نہ نوازا جاتا۔

تشبیہ نفس وجوب میں ہے کیفیت و وقت اور مدت میں تماثل کرنا مقصود نہیں مطلب ہے کہ جیسے اوروں پر روزہ واجب تھا تم پر بھی کیا گیا ہے یہ مراد نہیں کہ جس کیفیت سے اور جتنے دنوں کے روزے اوروں پر تھے اسیطرح اور اسی مدت کے موافق تم پر بھی واجب کئے جائیں

آیت شریف میں اسکے بعد روزے کا فائدہ بتایا گیا اور یہ کہا گیا کہ روزہ اس لئے ہے

اکہ تم پرہیزگار بنجاؤ۔ اور اگر واقعی روزہ کا حق ادا کیا جائے تو معاصی سے بچنا یقینی ہے کیونکہ صوم کے معنی ہی یہ ہیں۔ آیت شریف کے اس حصہ سے یہ بھی مترشح ہے کہ باوجود بھوکا پیاسا رہنے کے ایک شخص متقی نہ بن سکا تو اس نے روزے کی غرض و غایت کو فوت کر دیا۔ اور جب غرض ہی فوت ہو گئی تو ظاہر ہے کہ فعل عبث ثابت ہو گا۔

روزہ عبادت ہے اور عبادت کے فائدے ہیں تو روزے سے بھی فائدہ مترتب ہونا چاہیئے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہونی چاہیئے۔ بگڑی ہوئی اسکی ایک صورت یہ ضرور ہے کہ لوگ روزہ بھی رکھیں اور روحانیت سے کوئی بہرہ بھی نصیب نہ ہو۔

کمزوریوں اور نفس کا تابع ہوتا تو عجیب چیز ہے ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور رشوت بھی لیتا ہے غیر اللہ کے قانون بھی چلا رہا ہے۔ جھوٹی گواہی بھی دے رہا ہے غرض ہر اس امر کا مرتکب ہو رہا ہے جو حدود اللہ میں داخل ہیں اور پھر سمجھتا ہے کہ اس نے روزہ رکھا تراویح میں قرآن سنا۔ اور اس کے بعد عید کی خوشیاں منانے کے لئے بھی تیار ہے۔

آیت شریف میں اسکے بعد اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ روزے کے صرف چند دن ہیں گویا مراد یہ ہے کہ خوشی خوشی اسکو قبول کر لینا چاہیئے اور روزے کا پورا پورا حق ادا کرنا چاہیئے حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا لطف اسی وقت ہے کہ جب وہ اپنے وقت پر اپنی پوری شان کے ساتھ ادا کیجائے۔ آیت شریف میں اس کے بعد کے حصہ میں چند مسائل کا بیان ہے جنکا اوپر ذکر آچکا ہے۔

## روزے کے فضائل

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۳۰ شعبان کو خطبہ پڑھا اور اس میں یہ فرمایا کہ اے لوگو ایک بڑا عظیم الشان مہینہ آیا ہے یہ مہینہ بڑی برکت والا ہے اس مہینہ میں لیلۃ القدر ہے کہ ہزار مہینہ سے بہتر ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور اس رات میں قیام کو نفل فرمایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی خیر کا کام کرے تو اس کا ایسا ثواب ہے جیسے اور مہینے میں فرض کا اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے اس کا ایسا ثواب ہے جیسے کسی نے ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے اور اس مہینہ میں رزق بڑھتا ہے۔ جو اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کی مغفرت اور ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کو مثل روزہ دار کے ثواب ہوگا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر شخص کو تو اتنی مقدرت نہیں کہ روزہ افطار کرائے۔ حضور نے فرمایا کہ جو کوئی ایک گھونٹ دودھ کا یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی کا پلائے گا اللہ تعالیٰ اسکو اسیقدر ثواب دیدینگے۔ اور جو روزہ دار کو شکم سیر کھانا کھلائیگا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے ایسا گھونٹ پلائیگا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا اور اس مہینے کے شروع میں تو رحمت ہے اور درمیان میں مغفرت ہے اور آخر میں آگ سے خلاصی ہے اسلئے تم کو اس ماہ میں چار خصلتوں کی پابندی کرنی چاہیئے۔ دو خصلتیں تو ایسی ہیں کہ ان سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرو اور دو ان میں ایسی ہیں کہ ان سے تم کو بے پروائی نہیں ہوسکتی۔ پروردگار کے راضی کرنے کی دو خصلتیں یہ ہیں کہ اول تو گواہی اس بات کی دو کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے نہیں اور دوسرا اللہ سے مغفرت چاہو۔ اور دوسری خصلتیں جن سے تم کو بے پروائی نہیں ہوسکتی ان میں سے اول تو یہ ہے کہ جنت کا سوال کرتے رہو۔ اور دوسرے یہ کہ پناہ مانگتے رہو۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم کو ہر نیکی کا ثواب دس نیکیوں سے لیکر سات سو نیکیوں تک ملتا ہے اور یہ سب روزہ کے سوا اور اعمال خیر میں ہے اور روزہ کی نسبت حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے

لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دونگا۔ وہ اپنا کھانا اور پینا اور شہوت میرے ہی لئے چھوڑتا ہے۔ اور فرمایا روزہ دار کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی پروردگار سے ملنے کیوقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ سنو روزہ ڈھال ہے۔ اس لئے روزہ دار کو چاہیئے کہ جدن روزہ رکھے تو بیہودہ باتیں اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی اس کو کوئی برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ بھائی میں روزہ دار ہوں۔

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہیگا کہ اے پروردگار میں نے اس کا کھانا اور خواہشیں دن کو روک دی تھیں اب اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور قرآن شریف کہیگا کہ اے اللہ میں نے رات کو اس کی نیند کھو دی تھی اس لئے میری سفارش قبول فرما اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔

## قرآن والی رات

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر لیکر اترتے ہیں یا سلام ہے وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے اس رات میں تجلی الٰہی شام سے صبح تک بندوں کے حال کیطرف متوجہ رہتی ہے۔ اس رات میں اللہ ... [illegible] ... ہوتا ہے۔ فرشتوں کی ... بھی رات ...

میں ہے اللہ کے خاص بندوں کی ملاقات کیلئے فرشتے اور عالم ارواح کا نزول ہوتا ہے۔ فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہی بہشتیں اسی رات میں آراستہ ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ بھی اسی شب میں تیار ہوا اور قرآن مجید بھی اسی مبارک رات میں نازل ہوا اور یہ ایسا شرف ہے کہ جس کی حد و انتہا نہیں۔

الغرض جس طرح تمام مہینوں کی بزرگی ماہ رمضان المبارک میں جمع ہو گئی ہے اسی طرح ساری راتوں کی فضیلت لیلۃ القدر میں سمٹ آئی ہے اور یہ کیونکر نہ ہوتا کہ قرآن مجید بھی تو تمامی خیر و برکات کا حامل جمیع کتب سماوی کی تعلیمات کا مجموعہ اور خلاصہ ہے قرآن مقدس کے نازل ہونے کی وجہ سے ماہ رمضان المبارک کی یہ بزرگی کہ وہ سال کے ہر مہینہ کا امام اور روحانیت والا ہوا اور شب قدر کا یہ مرتبہ کہ وہ ہزار راتوں سے بڑھکر افضل قرار دی گئی اس لئے یہ بالکل بجا و درست ہوگا کہ

ماہ رمضان المبارک کو قرآن کا مہینہ اور شب قدر کو قرآنی رات کہا جائے

اور اس لاجواب عطیہ کی یادگار منانے اور اس بیش بہا نعمت الٰہی کی برکتوں کو تازہ رکھنے کیلئے ہر سال خاص طور اور خاص کوششوں سے کام لیا جائے مشورے کے طور پر ذیل کی چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ شب قدر میں فضائل قرآن پر وعظ ہوں اور قرآن مجید کے عام علم و عمل کی ضرورت جتائی جائے۔

۲۔ اللہ بزرگ و برتر سے التجا کی جائے کہ وہ اقوام عالم کو اس ہدایت نامہ کی طرف متوجہ فرمادے۔

۳۔ دعا مانگی جائے کہ مسلمانوں میں ایسے افراد پیدا ہوں جو قرآن مجید کی تعلیم معنی و مطلب کیساتھ عام اور لازمی کرنے کے لئے وقف ہوں۔

۴۔ عام طور پر مسلمان قوانین قرآن کے نفاذ اور حکومت الٰہی کے قیام کے خواستگار ہوں۔

۵۔ دعا مانگی جائے کہ اللہ تعالیٰ عبدیت کی شان اور اپنی محبت سے دلوں کو معمور فرمائے۔ فقط

ابو محمد مصلح




اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

ہم سے نہ حق ادا ہوا ماہِ صیام کا حاصل ہوا مزا نہ خدا کے کلام کا
اُڑ کر پڑا نہ چھینٹا بھی کوثر کے جام کا حصہ ملا نہ حیف کوئی فیضِ عام کا

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

سنتا تھا گوشِ دل سے پیامِ خدائے پاک بہرِ عمل تھا پڑھنا کلامِ خدائے پاک
نامِ خدا عجیب تھا نامِ خدائے پاک میں بن سکا نہ ہائے غلامِ خدائے پاک

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

کیا اپنا صوم اور بھلا اپنا کیا قیام پاکیزگی کا ہو نہ سکا کوئی اہتمام
تیرا ہوا نہ مجھ سے شبِ قدر احترام میرے خدا نہ اب کے سنا تیرا پڑھا کلام

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

باطن ہوا نہ پاک نہ ظاہر ہوا ہی صاف غفلت کا دل پہ ہے یہ کیسا پڑا غلاف
اسلام کا ہے دعویٰ فقط لاف اور گزاف رو رو کے اب کے بھی نہ کرائی خطا معاف

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

کچھ جب نہ ہو سکا تو ہماری نہیں ہے عید پھوٹیں یہ آنکھ جب نہ انہیں کی اُسے ہو دید
جا اے ہلالِ عید تو دل کی نہیں کلید ہاں بد قسمتی پہ یار سے ملنے کی کیا امید

اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

ناشاد مصلح:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اعجاز القرآن

آفتاب اسلام فاران کی چوٹیوں پر طلوع ہوا۔ قلوب کی ظلمت۔ نفوس کی جہالت کا فور کرتا ہوا
ہوا اُفقِ مدینہ پر چمکا۔ اور حق و صداقت۔ عدل و انصاف کی شعاعوں سے عالم کو منور کرتا ہوا برجِ کعبہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

شرک اور کفر۔ بدعت اور ضلالت کے مستحکم قلعوں کو منہدم کرتا ہوا جس سرعت کیساتھ یہ
تمام دنیا میں پھیلا۔ تاریخ عالم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے کس کو یقین تھا کہ عرب کا امی شہنشاہِ
دین اور منبع علم و فضل ہو گا۔ عالم کی کایا پلٹ دیگا۔ ایوانِ تثلیث کو ڈھا دیگا۔ صنمکدہ عرب کو
مسمار کر دیگا۔ آتشکدہ ایران کو بجھا دیگا۔ پرستارانِ لات و عزیٰ کو بے نام و نشان کر دیگا۔ اور
یہودیت اور نصرانیت کے علمبرداروں کو سرنگوں کر دیگا۔ لیکن ایک قلیل مدت میں یہ سب کچھ
ہوا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا سننے والوں نے سنا اور پرستارانِ حق نے سرِ تسلیم خم کیا۔

ایک عالم تحیر میں ہے کہ یہ کیونکر اور کس طرح ہوا۔ سحر تھا یا جادو۔ منتر تھا یا افسوں کہ عرب
نے آناً فاناً میں کیا سے کیا کر دیا۔ لیکن یہ سب کچھ نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قدرتِ کاملہ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن فضائل اور کمالات اوصاف اور خصائل۔ محامد و محاسن کے